اداریہ

اے کاش!

حافظ احمد شاکر

اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو دے کر بھی آزماتا ہے اور لے کر بھی۔ وطن عزیز کو ربّ رحیم و کریم نے ایسی ایسی نعمتوں سے نواز رکھا ہے جن کا شمار ممکن ہی نہیں۔ یہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل اور کرم ہے کہ وہ اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے غفلت، بے عملی اور بداعمالیوں کے باعث ہمیں مختلف جھٹکے دیتا رہتا ہے لیکن ہم ہیں کہ عبرت ہی نہیں پکڑتے۔ وطن عزیز میں آنے والے سیلاب، زلزلے، قحط، حادثات اور تخریب کاریاں یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی تنبیہات ہی تو ہیں۔ لیکن ان ابتلاؤں اور آزمائشوں کی روک تھام ان سے بچاؤ کی تدبیریں اور ان سے حفاظت کی گتھیاں اللہ تعالیٰ کی طرف جھک کر اس سے عرض گزارنے کی بجائے ہم اپنی عقل سے سلجھانے اور سائنس و ٹیکنیکی وجوہات سے حل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، من حیث القوم ہم ان آفات کو اپنی کوتاہیوں، غلطیوں اور گناہوں کی سزا نہیں جانتے، جب کہ وطن عزیز کے علماء، اصحاب درد اور اہل دل حکمرانوں، سیاست دانوں، کارپردازان حکومت اور عوام کو بار بار توبہ، وانابت اور استغفار کی طرف متوجہ کر چکے اور کرتے رہتے ہیں لیکن معلوم یہ ہو رہا ہے کہ ہمارے دل و دماغ بداعمالیوں کے باعث غفلت کے داغوں سے سیاہ اور شل ہو چکے ہیں۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں جن نعمتوں سے نوازتا ہے اس کی نسبت بھی عموماً ہمارے حکمران اپنی پالیسیوں اور ذہانت کی طرف ہی کیا کرتے ہیں حالانکہ قرآن حکیم ...... خصوصاً سورہ ہود ...... میں اللہ تعالیٰ نے جہاں سابقہ اُمتوں کی ایجادات اور غیر معمولی صلاحیتوں کا ذکر بھی فرمایا ہے وہاں اپنی قدرت کے غلبے کا ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ فرما کر بھی ذکر فرما دیا ہے۔

سطور بالا اس تناظر میں سیلِ قلم سے رواں ہوگئیں کہ حکومت کی تازہ اطلاعات کے مطابق چنیوٹ کی قریبی بستی رجوعہ میں قدرت نے معدنی ذخائر سے وطن عزیز کو مالا مال کیا ہے۔ صدر ایوب رحمہ اللہ کے دور میں بلوچستان کے پہاڑوں میں سیالی ...... یعنی تیل کی ...... دولت کی خبریں بھی عام ہوئیں تھیں لیکن حسب شنید مخصوص وقت تک استمتاع کے لیے ایک برادر ملک کو اجازت دے دی گئی تھی، گزشتہ سالوں پھر بلوچستان کے معدنی ذخائر ...... کوئلے سمیت ...... کی ذرائع ابلاغ میں بازگشت سنائی دی تھی، معلوم ہوتا ہے مفادات کی مصلحتوں سے وہ پھر کہیں تہ خاک چلی گئی ہیں، ممکن ہے بلوچستان کا یہی رنگ و بو عالمی طاغوت کی ''نگہ التفات'' کا سبب بن رہا ہو۔ فی الحال تو یہ بات بڑی غنیمت ہے کہ رجوعہ کے دائیں بائیں اور شمال و جنوب کسی دوسرے ملک کی کوئی سرحد ملحق نہیں تاہم ہماری دعا ہے کہ جدید سائنس نے زمین کی تہ میں جن معدنیات کی خبر دی ہے وہی برآمد ہوں اور پاتال سے باہر آنے تک ان کی جنس ہر تبدیلی سے محفوظ و مامون رہے کہ بھٹیوں میں دھاتوں کی جنس تبدیل ہونے کا امکان نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ جدید سائنس نے جنس کی بار بار تبدیل کے طریقے بھی ایجاد کر لیے ہیں۔

بات دور نکل گئی مقصود یہ عرض کرنا تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یہ عطا بھی ایک آزمائش ہے کہ ہم عوام اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ...... اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کے احکام مان کر ...... کس قدر ادا کرتے ہیں اور حکمران قرآن وسنت کا عملی نفاذ ...... خصوصاً حدود و تعزیرات پر ...... عمل کتنی جلدی کرتے ہیں نیز توحید کی دعوت، بدعات کی اصلاح اور فحش کی اشاعت کی بیخ کنی میں کس طرح فعال ہوتے ہیں کہ دین کے عملی نفاذ سے ہی تشکر کا اصل اظہار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ تو اپنے کلام میں اس کی نوید دے چکا ہے ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ کہ تمھارے شکر کرنے سے نعمتیں مزید عطا کروں گا۔

دنیا کے نقشے پر ملاحظہ کر لیں جس جس مملکت میں جس جس قدر دین کا عملی نفاذ یعنی انصاف، حدود و قصاص پر عمل اور رفاہ و فلاح کی کوششیں زیادہ ہیں اسی قدر وہاں امن، سکون اور قرار ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی برکھا برستی ہے۔ کاش! حکمران نظام اسلام کے عملی نفاذ کی برکات

کے حق الیقین کی نعمت سے سرفراز ہو جائیں تو وطن عزیز کی تقدیر ہی سنور جائے۔

نسیم صلح و خیر اور شمیم امن و آشتی کی کوششیں:

لاؤڈ سپیکر کا جب شروع شروع نور ظہور ہوا تھا تو اسے دینی حلقوں میں ......اس وقت انگریزی زبان کی یہ بہتات اور یلغار نہ تھی ......آلہ مکبر الصوت (آواز بلند کرنے والا آلہ) کہا جاتا تھا (خصوصاً نماز میں) جس کے استعمال کو کم از کم مکروہ ضرور کہا جاتا تھا اور اس وقت بھی گوجرانوالہ میں ایک بریلوی مسلک کے خطیب و صاحب علم فرض نمازوں میں غالباً اس ......لاؤڈ سپیکر......کا استعمال نہیں کرتے۔ دیگر مسالک کے بعض اہل علم کی ناپسندیدگی بھی تاریخ میں محفوظ ہے لیکن اس کی اباحت اور جواز نے اس وقت ایسا طوفان مچا رکھا ہے کہ بعض کمزور، عمر رسیدہ، بیمار اور ذہنی و فکری کام کرنے والے افراد......ایسی......مساجد کے پڑوس سے بچنے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں جہاں مساجد میں لاؤڈ سپیکر کا بے جا استعمال کیا جاتا ہو۔ ہمیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس طرزِ عمل سے فرقہ واریت اور مسلکی تعصب کے علاوہ معاشرے کا سکون غارت کر دیا گیا ہے۔

صبح نماز فجر کے بعد جن مساجد میں قرآن کریم کے دروس دیے جاتے ہیں ان کے حاضرین کے لیے کسی اسپیکر کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ ممکن ہے بعض مساجد ایسی بھی ہوتی ہوں جہاں ہارن حاضرین سے بھی زیادہ ہوتے ہوں۔ بعض حضرات تو ہارنوں کی تنصیب ہی اس طرح کرتے ہیں اور کراتے ہیں کہ آواز میلوں تک جائے۔ حالانکہ سفر حج کی سعادت اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہونے والے احباب نے یقیناً ملاحظہ کیا ہوگا کہ حرم مکی اور حرم مدنی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کی نمازوں کی آواز صرف وہاں تک پہنچائی جاتی ہے جہاں تک مسلمان شریک جماعت ہوتے ہوں۔ ایسے ہی حرمین شریفین میں دیے جانے والے دروس قرآن وحدیث ......جو حرمین کے اندر مختلف مقامات میں دیے جاتے ہیں......کی آواز بھی متعلقہ مقام درس کے دائیں بائیں تک ہی محدود رکھی جاتی ہے۔

سانحہ پشاور کے بعد دہشت گردی کے انسداد کے لیے عساکر پاکستان کی جدوجہد میں حکومت بھی شامل ہوگئی جو کہ ایک اچھا فیصلہ تھا۔ لیکن حکومت کے اس اچھے فیصلے پر عمل درآمد کے لیے انتظامیہ نے غیر اچھا طریقہ اختیار کیا کہ دینی کتب کے ناشران و تاجران پر چھاپے مار کر ان کو لرزاں و ترساں کر دیا اور عموماً جن کتب کو وجہ تعزیر بنایا اور بتایا گیا ان میں سے اکثر کتب بازار میں ایک عرصہ سے موجود تھیں لیکن حکومت نے تاجران کتب کو مطلع تو کبھی نہیں کیا سیدھی پکڑ دھکڑ شروع کر دی۔ حکومت کے پریس قوانین کے مطابق ہر نئے طبع شدہ کتاب کے متعین نسخے پریس برانچ تک پہنچانا پریس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ پریس برانچ کا ان کتب کو فوراً پڑھ کر ان پر رائے دینا ان کا فرض منصبی ہوتا ہے۔ حکومت کے اس عملی کوتاہی کا خمیازہ دینی کتب کے ناشران کو بھگتنا پڑ گیا، تاہم انجمن تاجران نے جب حکومت کو اس زیادتی کی طرف متوجہ کیا تو حکومت نے اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ ضابطہ اخلاق ترتیب دے کر حالات بہتر کرنے اور انتظامیہ و تاجران کے مابین اعتماد بحال کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں جو ان شاء اللہ کچھ کامیاب ہو چکی ہیں اور کچھ مزید ہو جائیں گی۔

اسی طرح آج کل انتظامیہ لاؤڈ سپیکر کے قانون پر عمل کرانے کی طرف متوجہ ہوئی ہے۔ قانون پر عمل درآمد ضرور کرانا چاہیے لیکن علماء، خطباء کی پکڑ دھکڑ اور عام مجرمین کے برابر علماء سے سلوک بہت ہی نامعقول بات ہے۔ علماء و خطباء کو وارننگ کا طریقہ معاشرے میں ان کے مقام کو ملحوظ رکھ کر اپنانا چاہیے۔ انتظامیہ کے کسی فرد کی غلطی سے عوام کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ اور بہ صد ادب علماء سے بھی گزارش ہے کہ قانون کا احترام کریں اور حکومت و عساکر کی انسداد دہشت گردی کی کوششوں میں ان سے تعاون فرمائیں۔ ایک ہاتھ کی انگلیوں سے بھی کم فیصد ایسی مساجد ہوں گی جہاں بیرونی ایمپلی فائروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلوبِ تحریر و تقریر میں میں تحقیق کے ساتھ مقام اختلاف کا علمی جائزہ لیا جائے تو اس کے نتائج مثبت نکلنے کے امکانات قوی ہوتے ہیں۔ اگر تحقیق کے بغیر تنقید و تردید ہو تو وہ عموماً طنز و تعریض بن جاتی ہے جس کو بعض کم ظرف تضلیل تک لے جاتے ہیں۔ جس سے شیطان انسانوں کو بہکا کر راہ فساد تک لے جانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔